حضرات صوفیہ اور تجرد

ڈاکٹر غلام قادر لون

تجرد یا ترکِ نکاح کو ہمیشہ رہبانیت کی علامت تسلیم کیا گیا ہے۔ دنیا کی تمام قوموں میں اس کا یہی تصور ہے۔ بعثت نبویؐ سے پہلے بھی عرب عیسائی رہبانوں میں اس کا رواج تھا۔ مسلمانوں میں جب زہد نے تصوف کا قالب اختیار کیا تو ترکِ نکاح کو بھی مستحسن سمجھا جانے لگا تاہم امت کے سوادِ اعظم نے اسے کبھی سند قبولیت عطا نہیں کی۔ صوفی حلقوں میں گو اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا لیکن اس واقعہ سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض اکابر صوفیاء نے تجرد اختیار نہیں کیا۔ مثلاً سہل بن عبداللہ تستری (م سنہ ۲۷۳ھ) صاحب اولاد صوفی تھے[1]۔ حسین بن منصور الحلاج (م ۳۰۹ھ) کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی[2]۔ حاتم اصم (م ۲۳۷ھ) اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (م ۵۶۱ھ) وغیرہما بھی اسی فہرست میں آتے ہیں تاہم ان کا عمل صوفیہ کے لیے کبھی اسوہ نہیں بنا بلکہ اسے وہ ہمیشہ رخصت ہی سمجھتے رہے۔

صوفیہ کے بیان کے مطابق حوّا کی پیدائش ایک سزا ہے جو حضرت آدمؑ کو اس لیے دی گئی تھی کہ وہ اللہ کے حضور میں سو کر بے ادبی کے مرتکب ہوئے تھے[3]۔ نیز ان کو جن مصائب سے واسطہ پڑا وہ سب حوّا کی وجہ سے تھیں[4]۔ ارباب تصوف ہی کی ایک اور روایت کے مطابق حضرت یونسؑ

---

[1] ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری، کشف المحجوب (نسخۂ تہران) بتصحیح و تحشیہ علی قویم، اسلام آباد ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، ص ۳۳ [2] اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور پاکستان، طبع اول ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء، بذیل مادہ "حلاج" ۸ : ۵۲۰

[3] ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری، الرسالۃ القشیریہ، المطبعۃ العامرۃ العثمانیہ مصر، ۱۳۰۴ھ ص ۲۳ [4] کشف المحجوب ص ۳۱۷، ۳۱۸

کی بیوی ترش رو تھی ان سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ جو عذاب مجھے آخرت میں دینا ہے دنیا ہی میں دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فلاں آدمی کی بیٹی تیرے لیے عذاب ہے اس سے نکاح کرو، چنانچہ میں نے اس کے ساتھ نکاح کیا اور اب اس کی ترش روئی کو صبر کے ساتھ سہتا ہوں[۵۵]۔ فتنہ ہائے دین و دنیا میں عورت کے وجود کی نشاندہی کرتے ہوئے شیخ علی ہجویری (م ۴۶۵ھ) کا کہنا ہے کہ جنت میں آدم پر سب سے پہلا فتنہ اسی عورت کا تھا۔ دنیا میں پہلا فتنہ یعنی ہابیل اور قابیل کی باہمی لڑائی کا سبب بھی یہی عورت تھی جب اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو عذاب دینا چاہا تو اس کی وجہ بھی یہی عورت بنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

ما ترکت بعدی فتنۃ اضر	جب ظاہر میں ان کا فتنہ ایسا ہے تو
علی الرجال من النساء	باطن میں کیسا ہوگا[۵۶]

حضرت حسن بصری (م ۱۱۰ھ) کا کہنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے اہل و مال میں مشغول نہیں کرتا[۵۷]۔ مالک بن دینار (م ۱۳۱ھ) سے جب (بیوی کے انتقال) کے بعد دوبارہ) شادی کر لینے کے لیے کہا گیا تو انھوں نے کہا : میں دنیا کو تین طلاقیں دے چکا ہوں اب رجعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے[۵۸]۔ سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ جب آدمی شادی کرتا ہے تو دنیا اس کے گھر میں داخل ہوتی ہے اور جس گھر میں دنیا داخل ہوتی ہے وہ ابلیس کی بیٹی کے ساتھ شادی کرتا ہے اور جو ابلیس کی بیٹی کے ساتھ شادی کرتا ہے تو اس کے گھر میں بیٹی کی وجہ سے ابلیس کا آنا جانا بڑھ جاتا ہے اس لیے نکاح سے حذر کرو[۵۹]۔ ابراہیم بن ادہم (م ۱۶۱ھ) کے بقول جب فقیر

---

۵۵ شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف (باب ۲۱) علی ہامش احیاء، المصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء، ۲ : ۲۱۶ نیز دیکھئے امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین، المصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء، ۲ : ۳۳۔۳۴

۵۶

۵۷ احیاء ۲ : ۲۵۔ شعرانی نے "باہل ولا ولد" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ دیکھئے الطبقات الکبریٰ ۱ : ۲۹ پورا حوالہ آگے دیکھئے

۵۸ زکی مبارک، التصوف الاسلامی فی الادب والاخلاق، دارالکتاب العربی بمصر، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء، ۲ : ۲۰۶

۵۹ عبدالوہاب شعرانی، تنبیہ المغترین، المطبعۃ المیمنیہ بمصر، ۱۳۱۰ھ ص ۲۹

شادی کرے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کشتی پر سوار ہوا اور جب بچہ پیدا ہو تو سمجھ لو کہ وہ غرق ہوگیا۔[10] ابوسلیمان دارانی (م ۲۱۵ھ) کا کہنا ہے کہ جس نے تین چیزیں طلب کیں وہ دنیا کی طرف مائل ہوگیا۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں، طلب معاش، نکاح اور کتابت حدیث[11] انھیں کے ایک اور قول کے مطابق ان کا کوئی دوست سابق مرتبہ پر ثابت نہیں رہا۔[12] احمد بن الحواری (م ۲۳۰ھ) کے بیان کے مطابق ابوسلیمان دارانی کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو اولاد کا خواہشمند ہوتا ہے وہ احمق ہے اس کی نہ دنیا ہے نہ آخرت۔ اگر وہ کھانا، سونا یا اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو بچہ اس کے عیش میں خلل ڈالے گا اگر عبادت کرنا چاہے تو بچہ اس کی توجہ اپنی طرف منعطف کرے گا۔[13] بشر بن حارث (م ۲۲۷ھ) سے جب کہا گیا کہ لوگ آپ کے تارکِ سنت یعنی تارکِ نکاح ہونے کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا "ان سے کہہ دو کہ میں سنت کو چھوڑ کر فرض میں مشغول ہوں[14]۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے تو جواب ملا "المرأة لا تصلح الا برجال وانا لم ابلغ مبلغ الرجال"[15] سہل بن عبداللہ تستری (م ۲۷۳ھ) کا قول ہے "ولی کا لوگوں کے ساتھ اختلاط ذلت ہے اور اس کی علاحدگی عزت ہے۔ میں نے خدا کے ولیوں میں زیادہ تر منفرد (غیر شادی شدہ) لوگوں کو پایا[16]۔ ان سے جب عورتوں کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا "الصبر عنهن خير من الصبر عليهن والصبر عليهن خير من الصبر على النار"[17] (ان کے بغیر صبر کرنا ان کو رکھ کر صبر کرنے سے بہتر ہے اور ان کو رکھ

---

[10] ابونصر سراج طوسی، اللمع، تحقیق وتقدیم عبدالحلیم محمود طٰہٰ عبدالباقی سرور، دارالکتب الحدیثۃ مطبعۃ السعادۃ قاہرہ مصر ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء ص ۲۶۵۔ ایک جگہ خود سراج طوسی نے لکھا ہے کہ یہ قول سفیان ثوری سے منسوب ہے دیکھئے اللمع ص ۲۶۵

[11] احیاء ۲: ۲۵ و ۳: ۹۸، نیز دیکھئے عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۰

[12] احیاء ۲: ۲۵، ۳: ۹۸، عوارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۰

[13] ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی، تلبیس ابلیس، دارالطباعۃ المنیریہ القاہرہ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء ص ۲۹۶

[14] عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۰، احیاء ۲: ۲۴

[15] الکواکب الدریہ ۱: ۲۰۸، عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۱۹۷

[16] عبدالوہاب شعرانی، الطبقات الکبریٰ، مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء

[17] عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۱، الکواکب الدریہ ۱: ۲۳۸

کہ صبر کرنا آگ پر صبر کرنے سے بہتر ہے) بایزید بسطامی (م ۲۶۱ھ) کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہی کہ وہ مجھے عورت اور غذا سے بے نیاز بنا دے مگر خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا نہیں فرمائی تھی اس لیے میں باز رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے اندر از خود یہ چیز ختم کی یہاں تک کہ عورت اور دیوار میں میرے لیے اب کوئی فرق نہیں ہے[۱۸] جنید بغدادی (م ۲۹۷ھ) کا قول ہے کہ اولاد شہوتِ حلال کا عذاب ہے حرام کی شہوت کا کیا حال ہوگا[۱۹] ابوبکر الوراق (م ھ) کا ارشاد ہے کہ نکاح، کتابتِ حدیث اور سفر مرید کے لیے تین آفتیں ہیں[۲۰] شیخ علی ہجویری کے بقول مشائخ اس پر متفق ہیں کہ اہلِ طریقت میں سب سے بہتر و افضل مجرد لوگ ہیں بشرطیکہ ان کا دل خرابی سے خالی اور طبیعت خواہشِ نفسانی سے اعراض کرتی ہو[۲۱] موصوف نے ان لوگوں کو ملامت کا نشانہ بنایا ہے جو خواہشات نفسانی کے ارتکاب کے لیے رسول اللہؐ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں "تین چیزیں میری محبوب بنادی گئی ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور نماز۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیزیں محبوب تھیں اس لیے نکاح کرنا افضل ہے۔ شیخ ہجویری کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا "میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد" پس تم اس پیشے سے کیوں جھکتے ہو اگر عورت آپؐ کی محبوب ہے تو یہ پیشہ بھی آپ کا محبوب ہے صرف اس وجہ سے کہ تمہاری خواہشاتِ نفس عورت کی طرف زیادہ راغب ہیں اس لیے اسے پیغمبر کا محبوب بھی قرار دینا غلط ہے کوئی شخص پچاس سال تک اپنی خواہشِ نفس کا تابع رہ کر یہ خیال کرے کہ وہ سنت کا تابع ہے تو وہ سخت غلطی

---

۱۸ شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری، تذکرۃ الاولیا، انتشارات زوار تہران ۱۳۴۶ھ خورشیدی ص ۱۸۱۔ ابونصر سراج طوسی، اللمع تحقیق وتقدیم عبدالحلیم محمود۔ طٰہٰ عبدالباقی سرور، دارالکتب الحدیثہ مطبعۃ السعادہ بمصر قاہرہ، سنہ ۱۳۸۰ھ / سنہ ۱۹۶۰ء ص ۱۲۵۔ نیز دیکھئے، ابوبکر محمد الکلاباذی، التعرف لمذہب اہل تصوف، تحقیق عبدالحلیم محمود و طٰہٰ عبدالباقی سرور، داراحیاء الکتب العربیہ قاہرہ سنہ ۱۳۸۰ھ / سنہ ۱۹۶۰ء ص ۱۲۳

۱۹ تلبیس ابلیس ص ۲۹۷، وزکی مبارک، الاخلاق عند الغزالی، مطابع دارالکتاب العربی بمصر ص ۸۰ وزبیدی اتحاف السادۃ المتقین مصر، ۱: ۳۴

۲۰ الرسالۃ القشیریہ ص ۱۲۷

۲۱ کشف المحجوب ص ۳۱۷

۲۲ کشف المحجوب ص ۳۱۷

۲۳ کشف المحجوب ص ۳۱۸

۲۴ عوارف المعارف علی ہامش احیاء، ۲: ۲۰۷

پر رہے[22] شیخ موصوف خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے موصوف کو نکاح کی آفت سے پندرہ سال تک بچائے رکھا اس کے بعد وہ تقدیر الٰہی سے اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور ایک سال تک ایک پری پیکر کے دامِ الفت میں گرفتار رہے لیکن جلد ہی اللہ تعالیٰ نے انھیں نجات دی[23]۔

تجرد کا نظریہ اس وقت قابل توجہ بن جاتا ہے جب شیخ عبدالقادر جیلانی کہتے ہیں کہ میں نے تب تک نکاح نہیں کیا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا[24] اور امام غزالی (م ۵۰۵ھ) مرید کو مشورہ دیتے ہیں کہ اسے ابتدائے امر میں شادی نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ یہ عمل اسے سلوک سے ہٹا کر بیوی سے مانوس کرے گا اور جو اللہ کے سوا کسی اور سے مانوس ہوگا وہ اللہ سے پھر گیا[25]۔ عورتیں صوفیہ کو ہمیشہ عقیدت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتی رہی ہیں لیکن اس حسنِ اعتقاد کا انھیں یہ صلہ ملا کہ صوفیہ نے ان کے وجود کو عذاب سے تعبیر کیا۔ اربابِ تصوف کے نزدیک اس عذاب کو برداشت کرنا بھی صوفیانہ اخلاق کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ امام شعرانی نے اس معاملہ میں صوفیہ کی قوتِ برداشت پر ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے "من اخلاقھم، صبرھم علی اذی زوجاتھم"[26] المدینی کے بقول ایک پیغمبر نے خدا سے بیوی کی بدخلقی کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ یہ تمہاری سزا کا ایک حصہ ہے[27]۔ شقیق بلخی (م ۱۷۴ھ) اپنی بیوی سے کہتے تھے کہ اگر تمام اہلِ بلخ میرے ساتھ ہوں اور تم میری مخالفت کرو تو میں اپنا دین نہیں بچا پاؤں گا[28]۔ ابو مطیع بلخی نے ایوب بن خلف سے بیوی کی بدخلقی کی شکایت کی تو انھوں نے کہا کہ "جو شخص اپنی بیوی کی اذیت پر صبر نہیں کرے گا وہ کیسے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ عورت سے درجہ میں بلند ہے[29]۔"

اولاد کے متعلق بھی اربابِ باطن کے تصورات عام مسلمانوں ہی سے نہیں بلکہ عام انسانوں سے بھی الگ ہیں۔ فتح موصلی (م ۲۲۰ھ) نے ایک بچہ کا بوسہ لیا تو ہاتف نے آواز دی "اے فتح تمہیں شرم نہیں آتی ہمارے علاوہ کسی دوسرے سے محبت کرتے ہو[30]" اس کے بعد موصوف نے کبھی کسی بچہ کا بوسہ نہیں لیا۔ ایک سخت واردات سمنون محب (م ۲۹۷ھ سے پہلے)

---

۲۵ احیاء ۲، ۹۸ : تلبیس ابلیس ص ۲۹۵ ۔ ۲۶ تنبیہ المغترین، ص ۲۹، ۳۰

۲۷ ایضاً ص ۲۹ ۔ ۲۸ ایضاً ص ۲۹

۲۹ ایضاً ص ۳۰ ۔ ۳۰ اللمع، ص ۲۶۵

کے ساتھ گزری۔ انھوں نے ادائے سنت کی خاطر اپنی آخری عمر میں شادی کی۔ ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب تین سال کی ہوئی تو بتقاضائے محبتِ پدری سمنون کو اس سے لگاؤ پیدا ہو گیا۔ ایک رات انھوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور ہر قوم کے لیے جھنڈے نصب کیے گئے ہیں ایک جھنڈا انھوں نے دیکھا جس کا نور تمام عرصات پر حاوی تھا۔ سمنون نے پوچھا جھنڈا کس قوم کا ہے؟ جواب ملا "اس قوم کے لیے جس کی شان میں یحبھم ویحبونہ کے الفاظ نازل ہوئے ہیں یعنی یہ محبین کا علم ہے۔ سمنون بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ ایک فرشتہ آیا اور انھیں باہر نکالا۔ سمنون نے فریاد کی تو جواب ملا کہ یہ محبین کا جھنڈا ہے اور تم ان میں سے نہیں ہو۔ سمنون نے کہا "مجھے سمنون محب کے نام سے پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ تو میرے دل سے باخبر ہے۔ یہ کہنا تھا کہ ہاتف نے آواز دی اے سمنون تم محبین میں سے تھے لیکن جب سے اس بچہ کے ساتھ تمہیں لگاؤ پیدا ہو گیا تو تمہارا نام محبین کی فہرست سے نکال دیا گیا۔ سمنون نے خواب ہی میں خدا سے دعا کی کہ بار خدایا: اگر یہ بچہ میری راہ میں حائل ہے تو اسے دور کر۔ خواب سے بیدار ہوئے تو خبر ملی کہ لڑکی چھت سے نیچے گر کر مر گئی[۱۳۱] تقریباً اسی قسم کا واقعہ ابراہیم بن ادہم کے متعلق منقول ہے۔ ابراہیم بن ادہم نے اپنے بیٹے کو حالتِ شیر خوارگی میں چھوڑ کر بلخ سے مکہ کی راہ لی۔ بیٹا بڑا ہوا تو اس نے اپنی ماں سے باپ کے متعلق دریافت حال کیا۔ ماں نے بتایا کہ اس کا باپ گم ہو گیا ہے مکہ میں اس کا پتہ ملتا ہے۔ لڑکے نے منادی کرا دی کہ جس کسی کو حج کرنا ہو وہ میرے ساتھ چلے میں زاد و راحلہ فراہم کروں گا۔ چار ہزار آدمی جمع ہوئے۔ لڑکے نے سب کو زاد و راحلہ فراہم کیا۔ اس سے ان کی غرض اپنے باپ کی ملاقات تھی۔ جب لڑکا قافلہ سمیت مکہ پہنچا اور مسجد میں فروکش ہوا تو وہاں موجود مرقع پوشوں کی ایک جماعت سے پوچھا کہ کیا وہ ابراہیم بن ادہم کو جانتے ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ تو ہمارے شیخ ہیں صحرا مکہ (جنگل) میں لکڑی لینے گئے ہیں تاکہ اسے فروخت کرکے اپنے اور ہمارے لیے روٹی کا بندوبست کریں۔ لڑکا جنگل کی طرف چل پڑا اور ایک بوڑھے کو سر پر لکڑی کا بوجھ لاتے ہوئے دیکھا۔ لڑکا بوڑھے کا تعاقب کرنے لگا یہاں تک کہ بوڑھے نے بازار پہنچ کر آواز دی "کون ہے جو پاکیزہ مال کے عوض پاکیزہ مال خریدے" یہ آواز سن کر ایک آدمی نے روٹیوں کے بدلے لکڑیاں خریدیں جن کو انھوں نے اپنے مریدوں کے سامنے رکھ دیا اور خود

---

۱۳۱ تذکرۃ الاولیاء، ص ۵۱۱

نماز میں مشغول ہوگئے۔ ابراہیم بن ادہم نے اپنے مریدوں سے کہہ رکھا تھا کہ کبھی کسی عورت یا امرد کو نظر بھر کر مت دیکھنا خصوصاً ایام حج میں محتاط رہنا جب حج کی وجہ سے کافی عورتیں اور لڑکے مکہ میں کثیر تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ آپ کے تمام مرید اس ہدایت کے پابند رہ کر آپ کے ہمراہ طواف کرتے۔ ایک مرتبہ دوران طواف آپ کا لڑکا سامنے آگیا اور بے ساختہ آپ کی نظریں اس پر جم گئیں۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے مریدوں نے عرض کیا حضرت آپ نے ہمیں جس چیز سے منع کیا تھا اس کے آپ خود ہی مرتکب ہوگئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ابراہیم بن ادہم نے جواب دیا: یہ بات تو تمہارے علم میں ہے ہی کہ میں نے جب بلخ کو چھوڑ دیا تھا تو اس وقت میرا چھوٹا سا بچہ تھا اور مجھے یقین ہے کہ یہ وہی بچہ ہے۔ پھر اگلے دن آپ کا ایک مرید بلخ کے قافلے کی تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہی لڑکا دیبا وحریر کے خیمہ میں ایک کرسی پر تلاوت قرآن میں مشغول ہے۔ جب لڑکے نے مرید سے آمد کا مقصد دریافت کیا تو مرید نے پوچھا کہ آپ کس کے صاحبزادے ہیں؟ یہ سن کر اس لڑکے نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے والد کو نہیں دیکھا ہے کل ایک بوڑھے لکڑہارے کو دیکھ کر محسوس ہوا کہ شائد یہی میرے باپ ہیں اگر میں ان سے اس بارے میں پوچھ گچھ کرتا تو اندیشہ تھا کہ وہ بھاگ جاتے کیوں کہ وہ گھر سے فراری ہیں ان کا نام ابراہیم بن ادہم ہے۔ یہ سن کر مرید نے کہا چلئے میں آپ سے ان کی ملاقات کراتا ہوں چنانچہ مرید ابراہیم بن ادہم کی بیوی اور لڑکے کو لے کر بیت اللہ میں داخل ہوگئے جس وقت بیوی اور لڑکے کی نظر آپ پر پڑی تو ان کی بیوی نے لڑکے سے کہا کہ یہی تیرے باپ ہیں۔ سب لوگ یہ حال دیکھ کر رو پڑے لڑکا روتے روتے بیہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا تو باپ کو سلام کیا ابراہیم بن ادہم نے سلام کا جواب دیا اور لڑکے کو اپنی آغوش میں لیا پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ لڑکے نے جواب دیا "اسلام" ابراہیم نے اس پر الحمد للہ کہہ کر خدا کا شکر ادا کیا پھر پوچھا کیا قرآن پڑھا ہے؟ لڑکے نے اثبات میں جواب دیا۔ ابراہیم نے اس پر بھی خدا کی تحمید کی۔ پھر سوال کیا کیا کوئی علم سیکھا ہے؟ لڑکے نے جواب دیا ہاں سیکھا ہے یہ سن کر ابراہیم نے الحمد للہ کہا۔ اب ابراہیم نے مزید جاننا چاہا کہ لڑکا اٹھ گیا اور ان کی بیوی فریاد کرنے لگی یہ دیکھ کر ابراہیم نے لڑکے کو اپنی آغوش میں لے کر آسمان کی طرف رخ کیا اور دعا کی "الٰہی اغثنی" (اے اللہ میری مدد کر) لڑکے نے ان کی آغوش ہی میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی ساتھیوں نے پوچھا "اے ابراہیم یہ کیا ہوا" جواب دیا کہ جب میں نے لڑکے کو اپنی آغوش میں لیا تو

اس کی محبت میرے دل میں بڑھنے لگی لیکن آواز آئی "اے ابراہیم تم دعویٰ تو ہماری محبت کا کرتے ہو لیکن ہمارے ساتھ ساتھ کسی دوسرے سے محبت کرتے ہو۔ یہ آواز میں نے سنی تو خدا سے دعا کی۔ بارِ الٰہا اگر اس کی محبت تیری محبت میں حائل ہے تو اسے یا مجھے موت دے چنانچہ میری دعا اس کے حق میں قبول ہوگئی۔[۳۲] شیخ فریدالدین عطار اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد رقم طراز ہیں "اگر کسے را ازیں حال عجب آید گویم: از ابراہیم عجب نیست قربان کردن پسر را۔[۳۳] بعض صوفیہ نکاح کی زنجیروں میں اسیر ہوتے ہوئے بھی مجرد زندگی گزارتے تھے۔ اس سے ان کا مقصد صرف سنت کی پیروی کرنا ہوتا تھا جس طرح ان کے بقول حضرت یحییٰ علیہ السلام نے نکاح کیا مگر وظیفہ زوجیت کبھی ادا نہیں کیا۔[۳۴] ابوعبداللہ بن خفیف (م ۳۳۱ھ) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے چار سو نکاح کیے تھے لیکن قربت سے پہلے وہ طلاق دیتے تھے۔ ایک وزیر کی لڑکی ان کے نکاح میں چالیس سال تک رہی۔ جب شیخ موصوف کی دوسری بیویوں نے دو عورتوں کو اس کے پاس بھیج کر شیخ کے متعلق دریافت حال کرنا چاہا تو اس نے کہا "جس دن شیخ کے ساتھ میرا نکاح ہوا تو ایک آدمی آیا اور مجھ سے کہا شیخ آج کی رات آپ کے گھر تشریف لائیں گے میں نے خوب کھانا وغیرہ تیار کیا جب وہ آئے تو کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ انھوں نے مجھے اپنے پاس بلایا کبھی مجھے دیکھتے اور کبھی کھانے کی طرف نظر دوڑاتے۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے دکھایا کہ ان کے پیٹ پر سینہ سے ناف تک پندرہ گرہیں تھیں جس کی توجیہہ شیخ نے یہ کی کہ یہ صبر و ضبط کی نشانی ہے۔ میں اس خوبصورت چہرے اور اچھے کھانوں سے کب کا پرہیز کر چکا ہوں۔[۳۵] ابوشعیب البراثی کا نکاح بھی اسی قبیل کا تھا ان کی بیوی نے تب تک گھر میں قدم نہیں رکھا جب تک گھر میں موجود چٹائی کا آخری ٹکڑا بھی گھر سے باہر نہیں پھینکا گیا۔ اس کے بعد میاں بیوی عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ تادم وفات ان کی یہی حالت رہی۔[۳۶] ابواحمد المصعب القلانسی (م ۲۹۰ھ) کی بیوی کے متعلق ان کے شاگرد ابوسعید اعرابی (م ۳۴۰ھ) کا کہنا ہے "بقیت عندہ ثلثین سنۃ وھی بکر"[۳۷] (وہ ان کے پاس تیس برس رہی مگر باکرہ ہی رہی) یہی

۳۲ھ تذکرۃ الاولیاء، ص۱۰۷-۱۰۹ — ۳۳ھ تذکرۃ الاولیاء، ص۱۰۹

۳۴ھ کشف المحجوب، ص۲۲۱-۲۲۲ — ۳۵ھ کشف المحجوب، ص۲۲۱-۲۲۲

۳۶ھ اللمع ص۲۶۵ — ۳۷ھ اللمع ص۲۶۵

حال ایک اور بزرگ کا بیان کیا جاتا ہے جن کی زیارت ابراہیم خواص (م ۲۹۱ھ) نے کی تھی ان کی شادی ہوئی تھی مگر میاں بیوی ۶۵ سال تک گھر کے دو مختلف کونوں میں غیروں کی طرح زندگی بسر کرتے رہے[۳۸]

نکاح کی آفت سے بچنے کے لیے صوفیہ کے یہاں کچھ طریقے ہیں۔ قشیری (م ۴۶۵ھ) کا کہنا ہے کہ اگر مرید کا دل نکاح کی طرف مائل ہو اور وہاں اس کی رہنمائی کے لیے شیخ موجود نہ ہو تو اسے سفر کرنا چاہیے تاکہ یہ حالت دور ہو جائے[۳۹]۔ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) کے بقول اگر فقیر کے دل میں نکاح کا خیال متواتر آئے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے مشائخ اور پیر بھائیوں سے اپنے احوال بیان کرے اور ان سے درخواست کرے کہ وہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے حسنِ اختیار کی دعا مانگیں، مساجد اور مشاہد میں خوب گھومے اس دوران توجہ میں کوئی کمی نہ کرے اس لیے کہ بڑا فتنہ اور عظیم خطرہ منہ کھولے ہوئے ہے۔ خدا نے کہا ہے :۔

ان من ازواجکم واولادکم	تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادیں
عدوًا لکم (التغابن: ۱۴)	سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔

اللہ سے انکساری کے ساتھ دعا کرے، خلوت میں خوب روئے اور استخارہ مکرر کرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نیند، بیداری یا کسی متدین آدمی کے ذریعہ ممانعت کرے گا یا اجازت دے گا[۴۰]۔ نیز صوفیہ نے اس سلسلہ میں روزہ کو "خیالاتِ بد" سے بچانے کا بہترین ہتھیار بتایا ہے انھوں نے اس تصور کی بنیاد ان احادیث پر رکھی ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں کو روزوں سے مدد لینے کی ہدایت کی ہے[۴۱]۔ بعض صوفیہ کے نزدیک بھوک، غضِ بصر اور اشتغال اس بیماری کی دوائیں ہیں[۴۲] لیکن ان چیزوں پر اکتفا کر کے بعض حدِ اعتدال سے بڑھ گئے اور انھوں نے آلۂ شہوت ہی کو کاٹ ڈالا۔ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) کہتے ہیں کہ بعض صوفیہ اپنا عضوِ تناسل قطع کر دیتے تھے[۴۳]۔ ابو علی سیاہ مروزی (م ۴۲۴ھ) کے

۳۸ھ کشف المحجوب ص ۳۱۶ ۳۹ھ الرسالۃ القشیریہ ص ۲۴۲

۴۰ھ عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲/ ۲۰۵ - ۲۰۶

۴۱ھ صحیح بخاری، الجزء السابع، کتاب النکاح ص ۳

۴۲ھ احیاء ۳: ۸۹ ۴۳ھ تلبیس ابلیس ص ۲۹۶

بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے منبع شہوات کو ختم کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آواز آئی "اے ابو علی! ہمارے ملک میں تصرف کرتے ہو، ہمارے نزدیک کوئی عضو کسی عضو سے برتر نہیں ہے اگر تو نے اسے اپنے بدن سے جدا کیا تو ہم تمہارے بدن کے ہر بال میں ایسی سینکڑوں شہوتیں پیدا کریں گے"[۴۴] صوفیہ اس معاملہ میں اتنے محتاط تھے کہ اگر کبھی کسی عورت پر نظر پڑی تو اپنی آنکھ ہی نکال دیتے تھے۔ ابوبکر دقاق کہتے ہیں کہ میں ایک عرب قبیلہ کا مہمان بنا میں نے ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھا اور اس پر نظر ڈالی بعد میں میں نے وہ آنکھ ہی نکال دی جس سے میں نے اسے دیکھا تھا۔[۴۵] محمد ابن سیرین (م ۱۱۰ھ) کا کہنا ہے کہ ایک وحشی درندہ نے ان کے شہر میں ادھم مچا رکھا تھا لیکن جب ایک کانا زاہد اس کے پاس آیا تو اس درندہ نے اپنی گردن جھکائی تاکہ وہ اسے قتل کرے جب اس سے یہ ماجرا پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ تمام زندگی میں صرف ایک بار اس نے گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور اس وقت وہ نظر کی وجہ سے آزمائش میں پڑا تھا لہٰذا اس نے تیر کے ذریعہ آنکھ ہی نکال کر پھینک دی[۴۶] یہ خوفناک عمل صرف مردوں تک محدود نہ تھا بلکہ صوفی عورتیں بھی اس پر عمل پیرا تھیں ایک مشہور صوفیہ شعوانہ کہتی ہیں کہ ان کی ہمسائیگی میں ایک صالحہ رہتی تھیں ایک دن وہ بازار گئی تو ایک آدمی اس پر فریفتہ ہو گیا۔ جب عورت واپس آئی تو آدمی بھی پیچھا کرتے ہوئے اس کے گھر کے دروازے تک پہنچا یہ دیکھ کر عورت نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے بے قرار ہوں عورت نے پھر پوچھا میری کون سی چیز تمہیں پسند آئی؟ اس نے کہا "تیری آنکھیں" یہ سن کر عورت گھر میں داخل ہوئی اور اپنی دونوں آنکھیں نکال کر دروازے پر آئی اور آدمی کی طرف پھینک کر کہا "لے جاؤ انھیں خدا تیرا بھلا کرے"[۴۷] علمائے تصوف ان احادیث سے باخبر ہیں جن میں نکاح کی ترغیب دی گئی ہے مثلاً "النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی"[۴۸] نیز یہ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں انھیں پیغمبروں کا ذکر کیا ہے جو شادی شدہ تھے

---

۴۴ کشف المحجوب ص۱۸۷-۱۸۸ ۴۵ تلبیس ابلیس ص۳۱۰

۴۶ IGNAZ GOLD ZIHAR, MUSLIM STUDIES, Edited by S.M.Stern Translated from the Germen by C.R. Barber and S.M. Stern 2/239

۴۷ تلبیس ابلیس ص۳۱۰ ۴۸ احیاء ۲:۲۲

اس سلسلہ میں صوفیہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ اول الذکر نے بعضوں کے بقول نکاح کی فضیلت کے پیش نظر، سنت کی پیروی کی خاطر اور غضِ بصر کے لیے نکاح کیا تھا مگر بیوی کے قریب کبھی نہیں گئے اور ثانی الذکر جب زمین پر اتریں گے تو نکاح کریں گے ان کے اولاد بھی ہوگی[۴۹] اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ کہنا کہ اگر میں صرف دس دن تک زندہ رہوں گا تب بھی نکاح کروں گا[۵۰] یا حضرت معاذ کا مرض طاعون کے دوران نکاح کی وصیت کرنا تصوف کی کتابوں میں بکثرت موجود ہے[۵۱] نیز نکاح کی برتری کے ثبوت میں بشر بن حرث کا یہ قول منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل کو تین چیزوں کی وجہ سے مجھ پر فضیلت حاصل ہے۔ ایک یہ کہ ان کا اپنے اور دوسروں کے لیے حلال ڈھونڈنا جب کہ میں صرف اپنے لیے ایسا کرتا ہوں۔ دوسری چیز ان کا نکاح کرنا اور تیسری چیز لوگوں کا پیشوا ہونا[۵۲]۔ ان تمام اقوال وآثار سے بظاہر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ شاید صوفیہ نکاح کو وہی مقام دیتے ہیں جو اسے شریعت نے دیا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ نکاح عزیمت سے رخصت کی طرف انحطاط ہے[۵۳] اور یہ کہ عورت اشتغال باللہ، قیام لیل اور صیام نہار کی کثرت سے باز رکھنے کا سبب بنتی ہے۔ باطن پر فقر کا خوف مسلط کردیتی ہے اور ذخیرہ اندوزی سے لگاؤ پیدا کراتی ہے جب کہ مجرد ان سب چیزوں سے آزاد ہوتا ہے[۵۴] نیز صوفیہ ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں رسول اللہؐ نے ان لوگوں کو "خیر الناس" کہا ہے[۵۵] جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو سال بعد نکاح سے اجتناب کریں گے یا یہ کہ دو سو سال بعد ترکِ نکاح مباح ہے احادیث یہ ہیں:۔

۴۹ھ احیاء ۲: ۲۲ وعوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۱۴

۵۰ھ احیاء ۲: ۲۳ وعوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۱۴

۵۱ھ احیاء ۲: ۲۳ ۵۲ھ احیاء ۲: ۲۴

۵۳ھ عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۱۹۹۔۲۰۰ نیز دیکھئے امیر حسن علا سنجری، فوائد الفواد مطبع نولکشور، لکھنؤ ۱۳۰۲ھ ص ۱۵۶

۵۴ھ عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۵

۵۵ھ احیاء ۲: ۲۴ وعوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۲

۵۶ھ عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۵

(۱) خیر الناس بعد المائتین الخفیف الحاذ الذی لا اہل له ولا ولد[۵۷]	دو سو سال کے بعد بہترین آدمی وہ ہوگا جو ہلکا پھلکا اور کم مال والا ہو اور جس کے بیوی بچے نہ ہوں۔
(۲) اذا کان بعد المائتین ابیحت العزوبة لامتی[۵۸]	دو سو سال کے بعد میری امت کے لیے تجرد جائز ہوگا۔

ارباب باطن کا کہنا ہے کہ اگر شادی کرنی ہی ہے تو غریب عورت سے شادی کرلے[۵۹]۔ ابو سلیمان دارانی کے بقول عورتوں کے باب میں زہد یہ ہے کہ شریف اور خوبصورت عورت کے بجائے غریب اور یتیم عورت کو اختیار کرے[۶۰]۔ نیز صاحب عیال صوفی اپنے اہل و عیال کو خدا پر نہ چھوڑے بلکہ ان کی ضروریات کا خیال رکھے یہاں تک کہ وہ بھی اس کی طرح صاحب حال ہو جائیں[۶۱]۔ نصیر الدین چراغ دہلوی کے بقول منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ سالک جب راہ حق میں داخل ہو جائے اور شیطان اس کے دل میں وسواس ڈالے کہ تم عیال رکھتے ہو اگر توکل کرو گے تو ان کا کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میری اولاد یا تو اشقیاء ہوگی یا اولیاء۔ اگر اشقیاء ہیں تو مجھے ان کا غم ہی نہیں اگر اولیاء ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ظل عنایت میں ہیں[۶۲]۔

شیخ سید احمد رومی (مصر کے ایک بزرگ) کے متعلق شعرانی کہتے ہیں کہ ۱۷ سال تک اشتغال باللہ کی وجہ سے اپنے عیال کے نزدیک نہیں آئے ان کا کہنا تھا کہ ہم نے سنت پر عمل کیا اور اولاد کثیر پیدا کی بس مقصد حل ہو گیا[۶۳]۔ اہل و عیال کے رزق کے لیے پریشان اور سرگرداں رہنا ارباب باطن کے یہاں کبھی اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ ایک صوفی کو ہمیشہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اہل و عیال کو رزق پہنچانے کا کام اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ شبلی (م ۳۳۴ھ) کے پاس

---

۵۷ احیاء ۲: ۲۴ وعوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۲

۵۸ عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۰۵

۵۹ اللمع ص ۲۶۵ و احیاء ۳: ۹۹-۱۰۰ (ان ینکح فقیرة متدینة ولا یطلب غنیة)

۶۰ احیاء ۴: ۲۴۴ ۶۱ اللمع ص ۲۶۵

۶۲ حمید قلندر، خیر المجالس، تصحیح و تقدیم خلیق احمد نظامی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۵۹ء ص ۵۶

۶۳ الطبقات الکبریٰ ۲: ۱۸۴

ایک آدمی نے کثرت عیال کی شکایت کی جس کا جواب شبلی نے یہ دیا " ارجع الی بیتك فمن لیس رزقه علی الله فاطرده عنك"[۶۴] (اپنے گھر جاؤ۔ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہیں ہے اپنے پاس سے بھگا دو۔)

ڈاکٹر ذکی مبارک کا کہنا ہے کہ تجرد کی طرف صوفیہ کا میلان نصرانیت کا اثر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سخت مخالفت کی۔[۶۵] نیز یہ تصور عیسائیت کے علاوہ صابیت کے راستے سے بھی اسلام میں داخل ہوا کیوں کہ صابئین کے عابد لوگ اپنے آپ کو خصی کرتے تھے۔[۶۶] یہ رائے صحیح ہے بھی کیوں کہ تجرد یا ترکِ نکاح رہبانیت کا جز ہے جسے قرآن نے ان الفاظ میں مذموم قرار دیا ہے:

ورهبانیة ابتدعوها ما	اور رہبانیت انھوں نے خود ایجاد
کتبنها علیهم الا ابتغاء	کرلی ہے ہم نے اسے ان پر فرض نہیں
رضوان الله فمارعوها حق	کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں
رعایتها	انھوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور پھر
(الحدید: ۴)	اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا۔

عیسائی رہبان مجرد ہوتے تھے اور عرب چونکہ ان رہبانوں کے تصور تجرد سے واقف تھے اس لیے ان کے اندر بھی دنیا کی بے ثباتی کا خیال آتے ہی ترکِ نکاح کا میلان پیدا ہوتا تھا اس کا اظہار بھی بعض صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کرتے۔ ایک دفعہ تین صحابہؓ امہات المومنینؓ کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کیا جب ان کو بتایا گیا تو انھوں نے اسے کم سمجھا اس کے بعد کہنے لگے: ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ، ان کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں ان میں سے ایک نے کہا: "میں ہمیشہ رات بھر عبادت کروں گا"۔ دوسرے نے کہا: "میں عمر بھر مجرد رہوں گا"۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا "تم نے فلاں فلاں بات کہی ہے۔ قسم خدائے پاک کی۔ میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں تاہم روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی

۶۴ھ الرسالۃ القشیریہ ص ۱۰۱ ۶۵ھ التصوف الاسلامی ۲ : ۲۰۶ — ۲۰۷

۶۶ھ التصوف الاسلامی ۲ : ۲۰۷ — ۲۰۸

کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو میری سنت سے ہٹ گیا وہ مجھ میں سے نہیں[۶۷] اس سے لگتا ہے کہ عرب بھی کبھی کبھار تجرد کی طرف مائل ہوئے تھے اور یہ عیسائیت کا اثر تھا۔ لیکن اسلام نے عیسائی رہبانیت کو رضائے الٰہی کے منافی قرار دیا ہے۔ نکاح کے متعلق قرآن و سنت میں صاف احکام موجود ہیں تجرد ان کی نفی کرتا ہے۔ خود اس صوفیانہ تصور کی ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے۔ "لا صرورة فی الاسلام"[۶۸] صحابی رسولؐ حضرت عثمان بن مظعونؓ کا دل ترک نکاح کی طرف مائل تھا۔ رسول اللہ نے سختی سے ممانعت کی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں: "ردّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن لہ لاختصینا"[۶۹] (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کو تجرد اور ترک نکاح سے منع فرمایا۔ اگر آپ اس کی اجازت انھیں دیتے تو ہم خصی ہوتے)

صوفیہ نے تجرد کا راستہ اختیار کر کے دراصل فطرت کو الٹے رخ پر چلانے کی کوشش کی اور یہ آسان کام نہیں تھا۔ شیخ علی ہجویری خود اعتراف کرتے ہیں کہ پندرہ سال تک نکاح کی آفت سے بچے رہنے کے بعد وہ ایک عورت کی طرف مائل ہو گئے۔ مرتعش (م ۳۲۸ھ) کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا بغداد کے ایک محلہ سے گزرنے کے دوران ان کو پیاس لگی۔ ایک گھر سے پانی مانگا لڑکی پانی لے کر نکلی اور مرتعش نے پانی پی تو لیا لیکن لڑکی کی خوبصورتی سے اتنے متاثر ہوئے کہ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ جب گھر کا مالک آ گیا تو مرتعش نے کہا: اے خواجہ میرا دل پانی کا سختی سے طلب گار تھا آپ کے گھر سے پانی ملا لیکن دل دے بیٹھا ہوں۔" صاحب خانہ نے کہا کہ وہ میری لڑکی ہے میں نے اس کا نکاح تم سے کیا۔ لڑکی کا باپ بغداد کے امراء میں سے تھا اس نے مرتعش کو حمام میں بھیجا۔ مرتعش نے مرقعہ اتار دیا اور اچھا لباس زیب تن کیا۔ جب رات آئی تو نماز و اوراد سے فراغت پا کر خلوت میں مشغول ہوئے۔ آواز آئی کہ ہمارا مرقعہ لاؤ۔ جب مرتعش سے لوگوں نے اس کا ماجرا پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میرے سرہانے کسی نے آواز دی ایک نگاہ تو نے ہمارے خلاف ڈالی تو ہم نے ظاہر میں تیرا جامۂ صلاح و صفوت اتار دیا اگر تم نے دوسری

۶۷ھ صحیح البخاری، الجزء السابع ص ۲

۶۸ھ ابوداؤد، سنن ابوداؤد کتاب النکاح مطبع مجیدی کانپور ۱۳۴۵ھ/ ۱/ ۲۴۲

۶۹ھ صحیح البخاری، الجزء السابع ص ۵

نگاہ ڈالی تو ہم تیرے باطن سے لباس آشنائی بھی اتار یں گے[۶۹] ایک مرتعش ہی پر موقوف نہیں کئی ایک مجرد صوفیہ کے پائے ثبات کو لغزش ہوئی۔ شیخ علی خواص البراسی (مصر کے ایک بزرگ) جب ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے تو صوفیہ کے پاس آئے اپنا خرقہ اتار دیا اور کہا کہ میں راہ سلوک میں جھوٹ پسند نہیں کرتا ہوں میرا دل فلاں عورت کی طرف مائل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اس عورت کی خدمت میں دل وجان سے مشغول ہو گئے دس ماہ تک ان کی یہی حالت رہی پھر صوفیہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے خرقہ پہناؤ میرا دل اس عورت کی محبت سے بھر گیا ہے۔ جب عورت کو یہ بات پہنچی تو اس نے توبہ کی اور تادم وفات شیخ کی خدمت کرتی رہی[۷۰] یہ الگ بات ہے کہ لغزش کے بعد یہ لوگ پھر تصوف کی طرف مائل ہوتے تھے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ تجرد کی راہ پر چلنا تیز دھار والی تلوار پر چلنے سے زیادہ سخت ہے۔

اب رہا بعض صوفیہ کا قطع عضو کرنا یا آنکھیں نکال دینا تو اس کے حق میں کوئی سند جواز فراہم نہیں کی جا سکتی۔ خود صوفیہ میں سے ابو نصر سراج طوسی نے ان صوفیہ کو غلط کار ٹھہرایا ہے جو اپنا عضو مخصوص کاٹتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ قطع کرنے سے ان کی شہوت نفسانی ختم ہوتی ہے۔ طوسی کے بقول شہوت کا تعلق باطن سے ہوتا ہے لہٰذا جو شخص سمجھتا ہے کہ عضو میں آفت ہے اور اس کے قطع کرنے سے وہ شر سے خلاصی پائے گا وہ غلطی پر ہے[۷۱] محمد ابن سیرین کے بیان کیے ہوئے واقعہ پر امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ممکن ہے اس طرح کا فعل یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں جائز رہا ہو لیکن ہماری شریعت حرام چیز پر نظر ڈالنے والی آنکھ کو نکال لینے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ یہ تعلیم دیتی ہے کہ توبہ کر کے خدا سے معافی مانگی جائے اور اس کے بعد گناہ سے باز رہا جائے[۷۲] اولاد بھی خدا کی نعمت ہے۔ خود پیغمبروں نے اولاد کی خواہش کی ہے[۷۳] "رب هب لی من لدنك ذریة طیبة" اس لیے صوفیہ کا اولاد کو راہ سلوک میں رکاوٹ خیال کرنا غیر اسلامی طرز فکر کا عکاس ہے نکاح سے دامن بچانا زہد نہیں ہے خود محتاط صوفیہ کا خیال ہے کہ عورتوں سے الگ رہنا زہد نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیے تھے۔ سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ) کا قول ہے کہ حضرت علیؓ صحابہ میں سب سے زیادہ زاہد تھے ان کی چار بیویاں اور دس سے زیادہ لونڈیاں تھیں[۷۴] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا کہنا ہے کہ جوان کا زہد تب تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ شادی نہ کرے[۷۵] اہل وعیال کی ذمہ داریوں سے بھاگنا اس فتوۃ کے بھی خلاف ہے جس کا صوفیہ دعویٰ کرتے ہیں۔ رہا ان احادیث کا معاملہ جو تجرد کے سلسلہ میں یا اولاد کی مذمت میں منقول ہیں وہ سب کی سب علمائے حدیث کے نزدیک موضوع اور من گھڑت ہیں[۷۶]

---

۷۰ کشف المحجوب ص ۳۴۴-۵-۴ ۷۱ الطبقات الکبریٰ ۲: ۱۵۴ ۷۲ اللمع ص ۵۲۸ ۷۳ Muslim Studies 2/359-360 ۷۴ احیاء ۲: ۲۴، ۳: ۹۸، ۴: ۲۲۳ ۷۵ عوارف المعارف علی ہامش احیاء ۲: ۲۹ ۷۶ ابن قیم، المنار المنیف، تحقیق عبدالفتاح ابوغدہ حلب، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء ص ۱۰۹ ۷۷ مجد الدین شیرازی، سفر السعادہ علی ہامش کشف الغمہ مصر ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء ۲: ۲۶۱